# ذکر صدقے کی فضیلت کا

ملا علی قاری حنفی

ترجمہ: نواب صدیق حسن خاں

یہ تحریر کتاب روزمرہ اسلام (۱۳۰۶ھ) سے لی گئی ہے۔ یہ ملا علی قاری حنفی (م: ۱۰۱۴ھ) کے مسائل سے ماخوذ ہے۔ ترجمہ بھوپال کے معروف عالم دین نواب صدیق حسن خاں (م: ۱۳۰۷ھ) نے کیا ہے اور کہیں کہیں کچھ اضافہ کیا ہے۔ تدوین کرتے ہوئے زبان کی قدامت دور کی گئی ہے اور کچھ حصے حذف کیے گئے ہیں (ادارہ)۔

حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابن آدم! اگر تو وہ مال، جو زیادہ ہے خرچ کرے تو یہ تیرے لیے بہتر ہے۔ سب سے پہلے اپنے اہل وعیال پر خرچ کر۔ اور اگر روک رکھے گا تو یہ تیرے لیے برا ہے۔ بقدرِ ضرورت تجھ کو ملامت نہیں (مسلم)۔ دوسری روایت یہ ہے کہ ایک شخص نے کہا: اے رسولؐ خدا! کون سا صدقہ بہت بڑا اجر رکھتا ہے؟ فرمایا: تو صدقہ دے، جب کہ تو تندرست و بخیل ہو، فقر سے ڈرتا اور غنا کی امید رکھتا ہو اور اتنی دیر نہ کر کہ جان گلے میں پہنچے تب تو کہے کہ فلاں کو اتنا اور فلاں کو اتنا۔ وہ تو اس کا ہو ہی چکا ہے (متفق علیہ)۔ حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں کہ رسولؐ اللہ کعبہ کے سائے میں بیٹھے تھے۔ میں آیا، مجھے دیکھ کر فرمایا: قسم ہے رب کعبہ کی! وہی زیاں کار ہیں۔ میں نے کہا: میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں، وہ کون ہیں؟ فرمایا: یہی بڑے مال دار، مگر جس نے دیا دائیں اور بائیں سے، سامنے اور پیچھے سے۔ اور ایسے لوگ تھوڑے ہیں (متفق علیہ)۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ سخی قریب ہے اللہ سے، قریب ہے جنت سے، قریب ہے لوگوں سے، دور ہے آگ سے۔ بخیل دور ہے اللہ سے، دور ہے جنت سے، دور ہے لوگوں سے، قریب ہے آگ سے۔ البتہ جاہل سخی دوست تر ہے اللہ کو عابد بخیل سے (ترمذی)۔ حضرت ابوسعیدؓ کی روایت میں ہے کہ اگر آدمی اپنی حیات میں ایک درہم صدقہ دے تو یہ بہتر ہے اس سے کہ ۱۰۰ درہم صدقہ دے موت کے وقت (ابوداؤد)۔ حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ ہر دن، جب کہ بندے صبح کرتے ہیں دو فرشتے اترتے ہیں۔ ایک کہتا

ہے تا کہ انسان یہاں اس کے دیے ہوئے سروسامان اور اس کی دی ہوئی طاقتوں سے کام لے کر اپنی اصلی قدر و قیمت کا اظہار کرے۔ اس تصور کی رو سے دنیا کوئی چراگاہ یا رزم گاہ نہیں ہے' بلکہ ایک امتحان گاہ ہے۔ جس چیز کو ہم اپنی زبان میں عمر کہتے ہیں' وہ دراصل وہ وقت ہے جو امتحان کے پرچے کرنے کے لیے ہم کو دیا گیا ہے' اور امتحان کے پرچے بے شمار ہیں۔ ماں باپ' اولاد' بیوی' شوہر' بھائی بند' رشتے دار' دوست' ہمسائے' قوم' وطن اور پوری انسانیت جس کے ساتھ طرح طرح کے تعلقات و روابط میں انسان بندھا ہوا ہے' ان میں سے ہر ایک امتحان کا ایک پرچہ ہے۔ اپنی معاش کے سلسلے میں اور جن جن طریقوں سے بھی انسان کام کرتا ہے اور پھر اس کمائی کو جس جس طرح خرچ کرتا ہے' یہ سب بھی امتحان ہی کے مختلف پرچے ہیں۔ اسی طرح جتنی قوتیں اور قابلیتیں اللہ نے اس کو دی ہیں' جو جو خواہشیں اور میلانات اور جذبات اس میں رکھے ہیں' جن جن ذرائع اور وسائل سے کام لینے کی اس کو قدرت عطا کی ہے' ان سب کی اصل حیثیت بھی امتحان کے پرچوں ہی کی ہے۔ اور سب سے بڑا پرچہ اس مضمون کا ہے کہ اپنے اس خالق کے ساتھ انسان کیا رویہ اختیار کرتا ہے' جس کی دنیا میں وہ رہتا ہے' جس کی دی ہوئی قوتوں اور طاقتوں سے وہ کام لیتا ہے' اور جس کے بخشے ہوئے سروسامان کو وہ استعمال کرتا ہے۔ یہ ایک ہمہ گیر امتحان ہے' جس کی لپیٹ میں زندگی کا ہر پہلو آیا ہوا ہے اور ہمہ وقتی امتحان ہے جس کا سلسلہ ہوش سنبھالنے کے وقت سے موت کی آخری ساعت تک جاری رہتا ہے۔

اس امتحان گاہ میں اصلی اہمیت اس چیز کی نہیں ہے کہ آپ کس مقام پر' کس حیثیت میں امتحان دے رہے ہیں بلکہ زیادہ صحیح یہ ہے کہ جو شخص یہاں مزدور کی حیثیت سے اٹھ کر ایک بڑا کارخانہ دار' یا رعیت کے مقام سے بلند ہو کر ایک بڑا فرماں روا بن گیا ہے' اس نے درحقیقت کوئی کامیابی حاصل نہیں کی ہے بلکہ امتحان کے بہت سے زاید پرچے اس نے لے لیے ہیں اور پہلے کی بہ نسبت وہ بہت زیادہ سخت پرچے لے کر بیٹھ گیا ہے' جہاں نمبر زیادہ پانے کے جتنے امکانات ہیں' اتنے ہی زیادہ ناکامی کے خطرات بھی ہیں۔

یہ امتحانی تصورِ حیات جس شخص کا بھی ہو' اس کا معیار کامیابی و ناکامی لازماً دوسرے تصورات حیات رکھنے والوں کے معیار سے بالکل مختلف ہوگا۔ اس کے نزدیک اصل کامیابی خدا کے اس امتحان میں ایک بندۂ وفادار و شکر گزار ثابت ہونا ہے۔ ایک ایسا بندہ ثابت ہونا ہے جس نے خدا کے اور بندوں کے حقوق ٹھیک ٹھیک سمجھے اور ادا کیے ہوں۔ جس نے دل اور نگاہ' کان اور زبان' پیٹ اور جنسی قوتوں کو بالکل پاک رکھا ہو۔ جس کے ہاتھوں نے کسی پر ظلم نہ کیا ہو' جس کے قدم بدی کی راہ پر نہ چلے ہوں' جس نے کم کمایا ہو یا زیادہ' مگر جو کچھ بھی کمایا ہو' حق اور راستی کے ساتھ کمایا اور جائز راستوں میں خرچ کیا ہو۔ جو امانتوں کا محافظ' قول و قرار میں سچا اور عہد و پیمان میں راسخ رہا ہو۔ جو بھلائی کا دوست اور برائی کا دشمن ثابت ہوا ہو۔ جسے اس کے خدا نے جس

حیثیت میں بھی رکھا ہو وہاں اس نے اپنی ذمے داریوں کو کماحقہ سمجھا اور ادا کیا ہو۔ جس کا یہ حال نہ رہا ہو کہ بقول ظفر:

ع جسے عیش میں یادِ خدا نہ رہی' جسے طیش میں خوفِ خدا نہ رہا

یہ کامیابی جس کو نصیب ہوگئی' وہ بہرحال فائز المرام ہے' خواہ دنیا میں وہ نانِ جویں تک کو محتاج رہا ہو اور اس کا کوئی کارنامہ تاریخ کے صفحات پر ثبت نہ ہو۔ اس کے برعکس جو اس کامیابی سے محروم رہ گیا' وہ سخت نامراد ہے خواہ وہ دنیا کے سرمایہ داروں کی صفِ اوّل میں پیشوائی کا مقام حاصل کرگیا ہو' یا فاتحین عالم کا سرخیل ہی کیوں نہ ہو (۲ جولائی ۱۹۵۸ء)' (کامیاب زندگی کا تصور' مرتبہ: پروفیسر انور دل' مکتبہ جدید' لاہور' مارچ ۱۹۶۴ء' ص ۲۳-۲۷)۔

---


زندگی بہتر بنانے کے لیے' زندگی میں تبدیلی لانے کے لیے

**سمع و بصر کے کیسٹ**

☆ **خرم مراد کے ۷' ۷ کیسٹ کے تین سیٹ**

رب کا پیغام - قرآن کا پیغام - تزکیہ نفس

☆ **جماعت اسلامی:** ۷ کیسٹ- سید مودودی' قاضی حسین احمد اور دیگر کے خطابات

☆ **بچوں کے لیے متعدد کیسٹ**

خصوصی پیش کش: **فہم القرآن' آخری ۲۴ سورتوں کے خرم مراد کے درس**

اب ۲۰ سی ڈی پر دستیاب ہیں

**سمع و بصر** : علی ہائٹس' کریم مارکیٹ' علامہ اقبال ٹاؤن' لاہور- فون: 5411546